رسالتؐ پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ بلور صاحب کا یہ اعلان کہ اگر کسی دوسرے بدبخت نے یہ حرکت کی تو اس کے سر کی قیمت ایک لاکھ ڈالر دوبارہ مقرر کریں گے، ان کی حرارتِ ایمانی اور ثابت قدمی کی نشانی ہے۔ ہمارا فتویٰ ہے کہ شاتم رسولؐ کا قتل عین اسلام کا حکم ہے۔ نبی علیہ السلام نے خود اپنے حکم سے اپنی ہجو کرنے والوں کو قتل کرایا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے توہین آمیز فلم کے خلاف احتجاج کرنا ہمارا حق تھا اور ہم نے بھرپور احتجاج کیا ہم صدر زرداری کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اقوامِ متحدہ میں یہ مسئلہ اٹھایا اور مسلمانانِ عالم کے مجروح جذبات کی ترجمانی اقوامِ عالم کے اس فورم میں زوردار طریقے سے کی۔ لیکن ہمیں حکومت کی بدنیتی پر افسوس بھی ہے کہ جس نے یومِ عشقِ رسول ﷺ پر چھٹی تو کر دی مگر اہل ایمان کے جوشِ غضب کو صحیح سمت دینے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وزیراعظم اور ان کی کابینہ کے ممبران اہل ایمان کے جلوس کی قیادت کرتے اور شاتمانِ رسول اللہؐ کے خلاف خود نعرے لگاتے مگر ایسا نہ ہو سکا اور جوش، ہوش کھو کر آتش زنی، قتل اور لوٹ مار کرنے لگ گیا۔ ایسے مواقع پر شرپسند عناصر اپنے مقاصد پورا کرنے کیلئے جلوسوں میں شامل ہو جایا کرتے ہیں۔ اس پہلو کو سامنے رکھنا مرکزی حکومت کی ذمہ داری تھی حکومت یہ سمجھتی تھی کہ چھٹی کر دینے سے، مسلم عوام کا مزاج بدل جائے گا اور وہ حکومت کی تعریف کرنے لگ جائیں گے گویا وہ پوائنٹ سکورنگ کے چکر میں تھی، کراچی، اسلام آباد اور دیگر بڑے شہروں میں جو کچھ ہوا، اپنی ہی املاک کو جلایا گیا، اپنے ہی بنکوں کو لوٹا گیا اپنی ہی گاڑیوں کو جلایا گیا اپنے ہی بھائیوں کو مارا گیا۔ یہ سب کچھ ایک مہذب اور شائستہ قوم کے لائق نہ تھا۔ اس سے ان شیاطین کو خوشی حاصل ہوئی جنہوں نے نبی علیہ السلام کی شانِ اقدس کی توہین کی۔ ہم ان کا تو کچھ نہ بگاڑ سکے البتہ اپنا بہت کچھ بگاڑ لیا۔ اپنا گھر اپنے ہاتھوں سے جلا ڈالا۔ ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر ارکانِ حکومت جلوس کی قیادت کرتے تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔

عیدالاضحیٰ

بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا مرنا، اس اللہ کیلئے جو سب جہانوں کا پالنہار ہے

عیدالاضحیٰ کا دوسرا نام عید قربان ہے جس کا خلاصہ قرآن کا مذکورہ بالا بیان ہے۔ مسلمان کا سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور وہ یہ مقام حاصل کرنے کیلئے اپنا سب کچھ رضائے الٰہیہ پر قربان کرنے کو تیار ہے۔ یہی مسلمانی ہے اور یہی قربانی ہے جو عیدالاضحیٰ کا فلسفہ ہے۔ اسی فلسفہ کا نام تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایسے امتحان لئے جن کے تصور سے انسان کیا پہاڑوں کے دل دہل جاتے ہیں، شیروں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں۔ آج بھی کوئی باپ صرف تصور میں ہی اپنے گوشہ جگر اور نورِ بصر کی گردن پر چھری چلانے کا ارادہ کر نہیں سکتا۔ آج بھی

کوئی خدارسیدہ ہستی اپنے شیر خوار بچے اور بیوی کو کسی ویران و بے آباد، وادی میں تنہا اور بے سروسامانی کے عالم میں بٹھا کر آنے پر تیار نہیں ہوسکتی۔ نمرود وآلِ نمرود کے جلائے ہوئے آتش کدہ میں کود جانا ابراہیم علیہ السلام کی ہی ہمت کا کام تھا۔ اس کڑے وقت میں، جبرئیلؑ تشریف لائے اور مدد کی پیشکش کی تو جواب میں فرمایا "میرے لئے میرا اللہ ہی کافی ہے"۔

یہ تھے اوصاف ابراہیمی علیہ السلام جن کے اعتراف میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل بنایا۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے "اے ابراہیمؑ! تو نے اپنا خواب سچ کردکھایا" اس کا مفہوم دعوتِ فکر دیتا ہے۔ ذرا اس سے آگے بھی دیکھئے اور باپ بیٹے کے درمیان ہونے والے مکالمہ پر نظر ڈالئے۔ "اے میرے لاڈلے بیٹے"! میں نے تجھے خواب میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے دیکھا ہے تو بیٹے نے جواب میں کہا: اے پیارے ابا جان! جس کام کا آپ کو حکم دیا گیا ہے، کر گزریئے!" ان شاء اللہ آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔" یہ جواب ایک ہونے والا نبی ہی اپنے نبی باپ کو دے سکتا تھا۔ باپ نے اپنی طرف سے بالفعل اپنے بیٹے کو ذبح کردیا تھا جبھی تو "تُو نے اپنا خواب سچ کردکھایا" کا فرمان قرآن میں آیا۔ اسی کو قرآن نے "ذبح عظیم" قرار دیا اور اسے سنت ابراہیمیؑ کے طور پر بعد میں آنے والے مسلمانوں میں ہمیشہ کیلئے جاری کردیا۔ یہی قربانی ہے جس کو عیدالاضحیٰ بنادیا۔ فرش پر اس قیامت خیز منظر کا کوئی ناظر نہ تھا ساکنانِ عرش لرزہ براندام تھے کہ یہ کیا ہونے جارہا ہے۔ وہ اس امتحانِ سخت کو چشمِ حیرت سے دیکھ رہے تھے باپ بیٹے کی اولوالعزمی اور ثابت قدمی اور ایمان کامل کی پختگی پر واہ واہ کہہ رہے تھے۔ باپ جس گردن پر چھری چلا رہا تھا اس کے نزدیک وہ گردن اس کے اپنے اسماعیل کی تھی مگر اللہ رحمان ورحیم کی رحمتِ بے کراں جوش میں آئی اور ابراہیم علیہ السلام کو پتہ بھی نہ چلنے دیا اور اسماعیلؑ کی گردن کی جگہ دنبے کی گردن چھری کے نیچے رکھ دی اور جب انہوں نے آنکھوں سے پٹی کھولی تو وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ اب اپنے لختِ جگر کی کٹی ہوئی گردن دیکھیں گے مگر اسماعیل علیہ السلام صحیح وسلامت کھڑے تھے اور دنبہ ذبح ہو چکا تھا۔ سو عیدالاضحیٰ کی قربانی اگر کوئی اخلاصِ کامل سے کرے تو دراصل اپنے فرزند کی قربانی کا بدل ہے۔ یہ قربانی، فرزند کی قربانی کے برابر ہے فرزند کی قربانی کا فلسفہ آج بھی جاری وساری ہے فریضہ جہاد جس کا احیاء ہمارے نبی علیہ السلام نے بحکم قرآن بدر، اُحد میں کیا، وہ پوری قوت سے زندہ و پائندہ ہے، مائیں آج بھی اپنے جگر کے ٹکڑوں کو عساکر اسلام میں بھرتی کراتی ہیں کہ وقت پڑنے پر اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کرسکیں۔ یہ جذبہ حضور اقدس ﷺ کے اس فرمان کی تعبیر ہے۔ "میں نبی الجہاد ہوں اور جہاد قیامت کی صبح تک جاری رہے گا"۔ یہی وہ جذبہ جانسپاری ہے جسے مٹانے کیلئے امریکہ اور نیٹو فورسز نے پورے عالم اسلام کو اپنے

آہن و آتش کے سامان سے برباد کر کے رکھ دیا ہے مگر انہیں شاید معلوم نہیں کہ ڈرون انسانوں کو مار سکتے ہیں۔ عمارت کو گرا سکتے ہیں مگر جذبہ شہادت کو نہیں مٹا سکتے یہ جذبہ شیر مادر کے ساتھ ہر کلمہ گو کے رگ وریشے میں داخل ہوتا ہے اور اس کا جزو ایمان بن جاتا ہے اور ہر نوزائیدہ کلمہ گو سب سے پہلے مجاہد اسلام بنتا ہے جو کبھی حرمتِ نبی پر کٹ مرتا ہے اور علم الدین شہید کہلاتا ہے کبھی حرم کی پاسبانی کرتے ہوئے سر کٹاتا اور کبھی میجر عزیز بھٹی کی وردی میں بی۔آر۔بی کے کنارے دفاعِ وطن کیلئے اپنا شوقِ شہادت پورا کرتا ہے یہی وہ جذبہ ہے جو آج بھی اتنا توانا ہے کہ جس سے موت بھی ڈرتی ہے یہی وہ جذبہ ہے جو خالد بن ولید کو ہمیشہ اگلی صفوں میں لڑاتا اور اسے بزبانِ نبیؐ سیف اللہ کی خلعتِ فاخرہ پہناتا ہے یہی وہ جذبہ ہے جو پاک فضائیہ کے ایم۔ایم عالم کو بلندیوں اور فضائے بسیط کی پہنائیوں میں اڑاتا اور وہ ایک حملے میں دشمن کے نو جہاز گراتا ہے۔ ہر مسلمان ماں اپنے دودھ پر غازیوں اور شہیدوں کو پالتی اور ان کی شہادت پر رونے کی بجائے ''شہید کی ماں'' ہونے کے فخر میں گردن فراز رہتی ہے۔ یوں میدان جہاد آج بھی فرزندانِ ابراہیمؑ کے خون سے رنگین ہے۔ عیدالاضحیٰ کی قربانی، دراصل اسی جذبہ جانسپاری کی تربیت ہے، اس لئے اس سنت ابراہیمی کو اسی جذبہ قربانی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ یہی تقویٰ ہے یہی عنداللہ مطلوب ومقصود ہے اور گوشت تو ہم خود ہی کھاتے ہیں، تقویٰ، نمائش اور ریا سے پاک ہوتا ہے یہ اخلاص کا طالب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا ذریعہ ہے ہمیں ان لوگوں کی جہالت پر افسوس ہے جو حرام کی کمائی اور رشوت کے پیسے سے قربانی کرتے ہیں۔ عباداتِ اسلام رزقِ حلال سے بجالائی جاتی ہیں۔ حج، زکوٰۃ اور صدقہ خیرات سب رزقِ حلال سے ہوتے ہیں جن لوگوں کا رزق حلال نہیں ان کی کوئی عبادت مقبول نہیں۔ قربانی کی برکات اور سارے فضائل جو احادیث میں آتے ہیں ان کا مدار حلال وطیب رزق ہے۔ رزقِ حرام میں سے قربانی رائیگاں ہے۔ اس پر کچھ اجر وثواب نہیں ہے اور یہ ''مالِ حرام بود، جائے حرام رفت'' کے حکم میں داخل ہے۔

ایم۔ایم۔اے کا کریا کرم انتخابی سیاست میں انتخابات کا بائیکاٹ بہت بڑی سیاسی غلطی ہے، مشرف کے پہلے انتخابات میں جماعت اسلامی نے ایم۔ایم۔اے بنائی اور بڑی کامیابی پائی۔ صوبہ سرحد میں حکومت بنائی۔ بلوچستان کے اقتدار میں سے حصہ پایا۔ تاریخ سیاست کا انوکھا کھیل کھیلا۔ مشرف سے مل کر رسوائے زمانہ سترہویں ترمیم کرائی اور اسی ایوان میں جس میں مشرف کی حمایت کی، اپوزیشن لیڈر کی مسند سجائی۔ مگر دوسرے الیکشن میں مشرف کی صدارت میں الیکشن لڑنے سے انکار کر دیا۔ یہ فیصلہ ہماری سمجھ سے ہمیشہ بالاتر رہا۔ اگر مشرف پہلے الیکشن میں دیانتدار تھا اور اس کی صدارت بلکہ ڈکٹیٹر شپ میں الیکشن میں حصہ لینا، جائز تھا اور اس کے ساتھ شریک اقتدار